نماز کا جائزہ

مکتوبات و معمولاتِ امام ربانی کی روشنی میں

محمد بدر الاسلام

دار العلوم سلطانیہ

نماز کا جائزہ

مکتوبات و معمولاتِ امام ربانی کی روشنی میں

محمد بدر الاسلام

دار العلوم سلطانیہ جہلم پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وبہ نستعین

سبب تالیف

امام ربانی غوث صمدانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ کے کامل واکمل خلیفہ ہیں۔ اور اسی وجہ سے آپ کا دائرہ تجدید دین مبین کے تمام شعبوں اور جہتوں کو محیط ہے اعتقادیات، عبادات، معاملات وغیرہ مختلف جہتوں میں دین حقہ کی کوئی جہت ایسی نہیں ہے جس کے بارے میں آپ نے اپنے مکتوبات مبارکہ اور دوسری تصانیف میں صحیح اور خالص اسلامی تعلیمات کو پیش نہ فرمایا ہو۔

تجدید دین کے منصب عالی کا تقاضا یہ ہے کہ مجدد دین وملت کی ان تمام تعلیمات کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا، منشا اور احکام کی صحیح صحیح ترجمانی پر یقین کیا جائے۔ اسی حقیقت کو پیش نظر رکھ کر اس عاجز نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے مکتوبات کے دفاتر، دیگر تصانیف اور آپ کے معمولات مبارکہ سے ایمان کے بعد اسلام کے سب سے اہم فریضہ یعنی نماز کے بارے میں آپ کی تعلیمات مبارکہ اور اعمال شریفہ کو یک جا کیا ہے تاکہ تمام برادران اسلام، جو آپ کے منصب تجدید پر یقین رکھتے ہیں، کے سامنے نماز کی ادائیگی کا صحیح صحیح طریقہ، جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول کریم ﷺ کی کامل خوشنودی شامل ہے، پیش کردیا جائے۔ اس مختصر سے کتابچہ کی تالیف کا محرک یہی جذبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام اہل اسلام کو اسلام کے دیگر احکام کی طرح درست طریقہ سے نماز کی ادائیگی کی توفیق مرحمت فرمائے۔

محمد بدر الاسلام

۲۹ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

اھمیت نماز : آدمی کیلئے جس طرح درستی عقاید ضروری ہے اعمالِ صالحہ کا بجالانا بھی ضروری ہے۔ تمام عبادتوں میں جامع تر اور طاعات میں سب سے زیادہ خدا کے قریب والی طاعت نماز کا ادا کرنا ہے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا

الصلاۃ عماد الدین فمن اقامھا فقد اقام الدین ومن ترکھا فقد ھدم الدین۔ (شعب الایمان)

''نماز دین کا ستون ہے تو جس نے اسے قائم کیا اس نے اپنے دین کو قائم کرلیا اور جس نے اس کو چھوڑ دیا اس نے دین کی عمارت کو گرا دیا۔''

اور جس شخص کو ہمیشہ پابندی سے نماز ادا کرنے کی توفیق عطا کر دیتے ہیں اسے فحشاء اور منکر سے بھی بچا لیتے ہیں۔

ان الصلاۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر

'' بلاشبہ نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔''

اس بات کی تائید کرتی ہے اور وہ نماز جو فحشاء اور منکرات سے نہیں روکتی ہے صرف صورتِ نماز ہے اور حقیقتِ نماز سے خالی ہے لیکن حقیقت کے ہاتھ آنے تک صورت کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیے جو مکمل طور پر حاصل نہ ہو سکے اسے مکمل طور پر ہی ترک نہیں کرنا چاہیے۔ خدائے اکرم الاکرمین اگر صورت کو ہی حقیقت کا درجہ دے دیں تو کوئی بعید نہیں لہٰذا اتم پر لازم ہے کہ پورے خشوع وخضوع کے ساتھ باجماعت پوری نمازیں ہمیشہ پابندیٔ وقت کے ساتھ ادا کرتے رہو فلاح ونجات کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

فلاافلح المؤمنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون

''بے شک فلاح پا گئے وہ ایمان دار جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں۔''

۸۵/۱

سکندر خان لودھی کی جانب تحریر فرماتے ہیں۔

پانچوں نماز باجماعت ادا کرنے اور مستحب اوقات میں سنن مؤکدہ ادا کرنے کے بعد اپنے تمام اوقات کو ذکر الٰہی جل شانہ میں مصروف رہنا چاہیے۔ ۹۳/۱

قیامت کے روز حساب وکتاب کی ابتداء نماز سے ہوگی، اگر نماز درست ہوئی تو خدا تعالیٰ کی مہربانی سے باقی حساب آسانی سے ہو جائے گا۔

۶۷/۲

کلماتِ اذان کے معانی :

اذان میں سات کلمے ہیں

(۱) **اللّٰــہ اکبر** یعنی اللہ تعالیٰ اس بلند تر ہے کہ اسے کسی عبادت کرنے والے کی عبادت کی حاجت ہو، یہ کلمہ اس عظیم الشان معنی کی تاکید کیلئے چار دفعہ تکرار کے ساتھ آیا ہے۔

(۲) **أشھـد أن لاالــہ اللّٰـہ** یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفت کبریائی اور لوگوں کی عبادت سے بے نیاز ہونے کے باوجود عبادت کا مستحق صرف وہی ہے۔

(۳) **أشھد أن محمد ارسول اللّٰہ** یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ آں حضرت علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام اللہ سبحانہ کے رسول اور اس کی جانب سے طریق

عبادت کے مبلغ اور بتانے والے ہیں تو اس واجب تعالیٰ کی ذات کے لائق صرف وہی عبادت ہوگی جو آں حضرت علیہ الصلاۃ والسلام کی جہت تبلیغ ورسالت سے ماخوذ ہو۔

(۴) حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح

یہ دو کلمے نمازی کو فلاح ونجات سے ہمکنار کرنے والی نماز کی طرف بلانے کے لئے ہیں۔

(۶) اللہ اکبر یعنی اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے کہ کسی کی عبادت اس کی جناب قدس کے لائق ہو۔

(۷) لاالہ اللہ یعنی لامحالہ صرف اللہ تعالیٰ مستحق عبادت ہے، اگرچہ کسی سے ایسی عبادت نہیں ہوسکتی۔

شانِ نماز کی بزرگی ان سات کلمات سے معلوم کرنی چاہیے جو نماز سے آگاہ کرنے کیلئے معین کیے ہیں۔

اللھم اجعلنی من المصلین المفلحین بحرمۃ سید المرسلین علیہ وعلیھم الصلوات والتسلیمات اتمھا واکملھا

۳۰۳/۱

اوقات صلاۃ : نماز عشاء رات کے نصف اخیر میں ادا کرنا اور اسے نوافل تہجد کی ادائیگی کی تاکید کا وسیلہ بنانا بہت برا ہے اس لئے حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک نماز عشاء نصف اخیر میں ادا کرنا مکروہ ہے (کذافی بحرالرائق) ظاہراً اس سے ان کی مراد کراہت تحریمہ ہے اس لئے فقہائے حنفیہ نے نماز عشاء کو نصف

رات تک ادا کرنے کو مباح رکھا ہے اور اس سے آگے مکروہ کہا ہے۔ لہذا جو مکروہ مباح کے مقابلے میں آتا ہے وہ مکروہ تحریمی ہے اور فقہاء شافعیہ کے نزدیک تو نصف اخیر میں نماز عشاء ادا کرنا جائز ہی نہیں، تو ادائے تہجد اور ذوق و جمعیت کے حصول کیلئے اس وقت میں اس امر کا مرتکب ہونا بہت ناپسندیدہ ہے اس غرض کیلئے وتر کی ادائیگی میں تاخیر کرنا کافی ہے یہ تاخیر مستحب ہے، وتر اچھے وقت میں ادا بھی ہو جائیں گے اور سحری کے وقت بیدار ہونے اور تہجد ادا کرنے کی غرض بھی حاصل ہو جائے گی۔

۲۹/۱

موسم سرما کی عشاء کے سوا باقی نمازیں اوّل وقت میں ادا کریں، سردیوں کی عشاء میں تیسرے حصے رات تک تاخیر مستحب ہے، اس بارے میں فقیر بے اختیار ہے نہیں چاہتا کہ بال برابر بھی ادائے نماز میں تاخیر واقع ہو۔

۳۷/۱

وضو کا طریقہ: اوّل وضو کے کامل اور پورے طور پر کرنے سے چارہ نہیں، ہر عضو کو تین بار تمام و کمال طور پر دھونا چاہیے تاکہ وضو بروجہ سنت ادا ہو، اور سر کا مسح بالاستیعاب (سارے سر کا مسح) کرنا چاہیے اور کانوں اور گردن کے مسح میں احتیاط کرنی چاہیے، اور بائیں ہاتھ کی خنصر یعنی چھنگلی سے پاؤں کی انگلیوں کے نیچے کی طرف سے خلال کرنا لکھا ہے اس کی رعایت رکھیں اور مستحب کے بجالانے کو تھوڑا نہ جانیں، مستحب اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اور دوست ہے اگر تمام دنیا کے عوض اللہ تعالیٰ کا ایک پسندیدہ فعل معلوم ہو جائے، اور اس کے مطابق عمل میسر ہو جائے تو

بھی غنیمت ہے۔ اس کا بعینہ یہی حکم ہے کہ کوئی خزف ریزوں یعنی ٹھیکروں سے قیمتی موتی خریدے یا بے ہودہ اور بے فائدہ جماد یعنی پتھر سے روح حاصل کرے۔

نماز کا طریقہ: کمالِ طہارت اور کامل وضو کے بعد نماز کا قصد کرنا چاہیے جو مؤمن کی معراج ہے کوشش کرنی چاہیے کہ فرض نماز جماعت کے بغیر ادا نہ ہونے پائے بلکہ امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ ترک نہ کرنی چاہیے اور نماز کو مستحب وقت میں ادا کرنا چاہیے، اور قرأت قدرِ مسنون کو مدِ نظر رکھنا چاہیے۔ اور رکوع وسجود میں طمانیت ضروری ہے کیونکہ بقول مختار فرض ہے یا واجب اور قومہ میں اس طرح سیدھا کھڑا ہونا چاہیے کہ تمام بدن کی ہڈیاں اپنی اپنی جگہ پر آجائیں۔ اور سیدھا کھڑا ہونے کے بعد طمانیت درکار ہے کیونکہ فرض ہے یا واجب یا سنت علیٰ اختلاف الاقوال۔

ایسے ہی جلسہ میں جو دو سجدوں کے درمیان ہے درست بیٹھنے کے بعد اطمئنان ضروری ہے جیسے قومہ میں ہے اور رکوع وسجود کی کمتر تسبیحیں تین بار ہیں اور زیادہ سات بار یا گیارہ بار ہیں۔ علیٰ اختلاف الاقوال اور امام کی تسبیح مقتدیوں کے حال کے موافق ہے۔ شرم کی بات ہے کہ انسان اکیلا ہونے کی حالت میں باوجود طاقت کے اقل تسبیحات پر کفایت کرے اگر زیادہ نہ ہوسکے تو پانچ بار یا سات بار تو کہے اور سجدہ کرنے کے وقت اوّل وہ اعضاء زمین پر رکھے جو زمین کے نزدیک ہیں۔

پس اوّل دونوں زانوں زمین پر رکھے پھر دو ہاتھ پھر ناک، پھر پیشانی اور زانوں اور ہاتھ رکھتے کے وقت دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے اور سر کے اٹھانے کے وقت اوّل ان اعضاء کو اٹھانا چاہیے جو آسمان سے نزدیک ہیں پہلے

پیشانی اٹھانی چاہیے

قیام کے وقت اپنی نظر کو سجدہ کی جگہ پر رکوع کے وقت اپنے پاؤں پر، اور سجدہ کے وقت نوک بینی پر، جلوس کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں پر یا دونوں بغلوں کی طرف رکھنا چاہیے نظر کو پراگندہ ہونے سے روک رکھیں اور مذکورہ بالا جگہوں پر لگائے رکھیں، تو سمجھ لینا چاہیے کہ نماز جمعیت کے ساتھ میسر ہوگئی اور خشوع و خضوع والی نماز حاصل ہوگئی جس طرح کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے منقول ہے۔

اور ایسے ہی رکوع کے وقت دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا کھلا رکھنا اور سجود کے وقت انگلیوں کا ملانا سنت اس کو بھی مدِ نظر رکھنا چاہیے۔ انگلیوں کا کھلا رکھنا یا ملانا بے تقریب اور بے فائدہ نہیں ہے۔

۲۶۶/۱

باجماعت نماز : ایک روز امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نماز فجر جماعت سے فارغ کے بعد قوم پر نگاہ دوڑائی اپنے اصحاب میں سے ایک صاحب کو نہ پایا دریافت فرمایا کہ فلاں شخص جماعت میں حاضر نہیں، حاضرین نے عرض کی کہ وہ شخص رات کا اکثر حصہ بیدار رہتا ہے۔ شاید اس وقت سویا ہوا ہو۔ آپ نے فرمایا اگر وہ ساری رات سویا رہتا ہے اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرتا تو بہتر تھا۔

۲۹/۱ ، ۱۱۴/۱

صفوں کی درستگی : باجماعت نماز میں صفوں کو برابر کرنا چاہیے تاکہ کوئی بھی نمازی آگے پیچھے کھڑا نہ ہو، کوشش کرنی چاہیے کہ سب نمازی ایک دوسرے کے برابر کھڑے ہوں، حضرت رسول کریم ﷺ پہلے صفیں درست فرماتے اس کے بعد

تکبیر تحریمہ کہتے، اور آں حضرت ﷺ فرماتے صفوں کا برابر کرنا بھی اقامتِ نماز سے ہے۔ اے ہمارے رب ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں بھلائی پیدا کر۔

۶۹/۱

سنن و مستحبات کا اہتمام : حق تعالیٰ کی طرف قریب کرنے والے اعمال فرائض ہی یا نوافل، نوافل کی فرائض کے سامنے کچھ حیثیت نہیں کسی وقت میں فرائض میں سے ایک فرض کو ادا کرنا ہزار سال نوافل ادا کرنے بہتر ہے اگرچہ نفل عبادت نیت خالص سے ادا کی جائے، جو بھی نفل عبادت ہو جیسے نماز، زکوٰۃ روزہ اور ذکر وفکر وغیرہ بلکہ میں کہتا ہوں کہ ادائے فرائض کے دوران ایک سنت کی رعایت اور مستحبات میں سے ایک مستحب کی نگہداشت کا بھی یہی حکم ہے۔ حضرت اما اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کے مستحبات میں سے ایک مستحب چھوٹ جانے سے چالیس سال کی نمازیں قضا کیں۔

ایک مستحب کی رعایت اور مکروہ سے بچنا، اگرچہ تنزیہی ہی ہو، اور مکروہ تحریمی تو بطریق اولیٰ کئی مرتبے ذکر فکر اور مراقبہ وتوجہ سے بہتر ہے ہاں ہاں اگر یہ امور اس رعایت اور اس اجتناب کے ساتھ جمع کرے تو عظیم کامیابی حاصل کر لی، اس کے بغیر خاردار پر ہاتھ پھیرنے والی بات ہے مثلاً ایک دو پیسے زکوٰۃ کے ادا کرنا بطریق نفل پہاڑوں جتنا سونا صدقہ کرنے سے کئی درجے بہتر ہے۔

۲۹/۱

فرائض میں سے کسی فرض سے اعراض کر کے نوافل میں سے کسی نفل

عبادت میں مشغول ہونا لا معنی اور بے فائدہ ہے لہذا اپنے احوال وافعال کی تفتیش کرتے رہنا ضروری ہے تاکہ اس بات کا پتہ رہے کہ میں کن کاموں میں مشغول ہوں نوافل یا فرائض میں

۱۲۳/۱

نماز کے اسرار ورموز : نماز میں تکبیر اولیٰ خدا تعالیٰ وتقدس کی عابدوں کی عبادت نمازیوں کی نماز سے بے نیازی اور شانِ کبریائی کی طرف اشارہ ہے اور وہ تکبیر میں جو ارکانِ نماز کے بعد ہیں وہ جناب قدس خداوندی کی عبادت کیلئے ہر رکن کے ادا کرنے کی عدم لیاقت کے رموز واشارات ہیں۔

رکوع کی تسبیح میں جب کہ تکبیر کے معنیٰ ملحوظ تھے اس لئے رکوع کے آخر تکبیر میں تکبیر کہنے کا حکم نہ فرمایا بخلاف دو سجدوں کے کہ ان کی تسبیحات کے باوجود ان کے اوّل وآخر میں تکبیر کہنے کا حکم ہے۔ تاکہ کوئی شخص اس وہم میں نہ پڑے کہ سجدے میں جو نہایت پستی اور بہت عاجزی کرنے سے عبادت ہے اور نہایت تذلل وانکسار ہے۔ حق عبادت ادا ہو جاتا ہے اور اس وہم کے دور کرنے کے لئے سجدے کی تسبیح میں لفظِ اعلیٰ بھی اختیار فرمایا گیا اور تکرارِ تکبیر بھی مسنون قرار پایا اور چونکہ نماز مومن کی معراج ہے اس لئے نماز کے آخر میں ان کلمات کے پڑھنے کا حکم فرمایا جن کلمات سے حضور نبی اکرم ﷺ شبِ معراج مشرف ہوئے تھے لہذا نمازی کو چاہیے کہ نماز کو اپنا معراج اور نہایت قرب نماز میں تلاش کرے۔ حضور نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا أقرب مایکون العبد من الرب فی الصلاۃ
''بندے کو اپنے پروردگار کا بہت زیادہ قرب نماز میں نصیب ہوتا ہے۔''

اور نمازی چونکہ رب تعالیٰ عزوجل شانہ سے راز و نیاز میں مصروف ہوتا ہے اور بلند ذات کی عظمت وجلال کے مشاہدے میں ہوتا ہے اس لئے ادائے نماز کا وقت وہ مقام ہے کہ اس میں خوف اور ہیبت پیدا ہو۔ اسی لئے نمازی کی تسکین کیلئے نماز کا اختتام دونوں طرف سلام سے فرمایا۔

۳۰۴/۱

تعدیل ارکان وطمانیت : اکثر آدمی اس زمانہ میں نماز کی ادائیگی میں سستی کرتے ہیں اور طمانیت اور تعدیل ارکان کی پابندی نہیں کرتے۔

مخبر صادق ﷺ فرماتے ہیں ''بدترین چور وہ ہے جو نماز کی چوری کرے'' صحابہ کرام نے پوچھا اے اللہ کے رسول نماز کس طرح چراتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا! ''وہ نماز کے رکوع وسجود کو پورا نہیں کرتا'' اور یہ بھی فرمایا ''اللہ تعالیٰ اس بندے کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا جو اپنے رکوع وسجود میں پیٹھ کو ثابت نہ رکھے''۔

آں حضرت ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا وہ نماز پڑھ رہا تھا اور رکوع وسجود پورا نہیں کرتا تھا آپ نے فرمایا ''اگر تو اسی حالت میں مر گیا تو تو دین محمد ﷺ پر نہیں مرے گا'' آں حضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا ''تم میں سے کسی کی اس وقت تک نماز پوری نہیں ہوسکتی جب تک رکوع کے بعد پوری طرح کھڑا نہ ہو جائے اور اپنی پیٹھ کو سیدھا نہ کرے اور اس کا ہر عضو اپنی جگہ پر قرار نہ پکڑے'' اور اسی طرح آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''جب تک دونوں سجدوں کے درمیان نہ بیٹھے اور اپنی پیٹھ کو سیدھا نہ کرے اور ثابت نہ رکھے اس کی نماز پوری نہیں ہوسکتی''۔

حضور نبی کریم ﷺ ایک نمازی کے پاس سے گذرے دیکھا کہ وہ قومہ،

جلسہ کے ارکان واحکام پوری طرح بجا نہیں لاتا تو آپ نے فرمایا ''اگر تو اسی حالت میں مرا تو قیامت کے روز تجھے میری امت نہ کہیں گے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ ساٹھ سال تک نماز پڑھتا ہے اور اس کی ایک نماز بھی قبول نہیں ہوتی یہ وہ شخص ہے جو رکوع وسجود کو پوری طرح بجا نہیں لاتا۔

حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھتا ہے اور رکوع وسجود پوری طرح نہیں کرتا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا کتنی مدت سے تو اس طرح نماز پڑھ رہا ہے اس نے کہا چالیس سال سے، آپ نے کہا تو نے چالیس سال میں ایک بھی نماز نہیں پڑھی اگر تیری موت ہوگئی تو محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت پر نہیں ہوگی۔

منقول ہے کہ مومن بندہ جب نماز پڑھتا ہے اور رکوع وسجود اچھی طرح ادا کرتا ہے تو وہ نماز خوش ہوتی ہے اور نورانی ہوتی ہے اور فرشتے اس نماز کو آسمان پر لے جاتے ہیں اور نماز اپنے نماز پڑھنے والے کیلئے اچھی دعا کرتی ہے اور کہتی ہے ''جس طرح تو نے میری حفاظت کی اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے'' اور اگر نماز اچھی طرح نہ پڑھے تو وہ نماز اندھیری ہوتی ہے اور فرشتوں کو اس سے کراہت ہوتی ہے، اس نماز کو آسمان پر نہیں لے جاتے اور نماز اپنے نماز پڑھنے والے کیلئے بددعا کرتی ہے اور کہتی ہے ''جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا اللہ تجھے برباد کرے''۔ (طبرانی)

نماز اچھی طرح پڑھنی چاہیے اور ارکان کی تعدیل پوری طرح کرنی چاہیے رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ اچھی طرح بجالانا چاہیے، اور دوسروں کو بھی پوری نماز

پڑھنے کی ہدایت کرنی چاہیے۔ارکان کو تعدیل وطمانیت سے ادا کرنا چاہیے اکثر آدمی اس دولت سے محروم ہیں اور یہ عمل متروک ہو چکا ہے اس عمل کو زندہ کرنا بھی اسلام کے اہم کاموں سے ہے۔

۶۹/۲

نماز میں تعدیل ارکان اکثر علمائے حنفیہ کے نزدیک واجب ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ وامام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک فرض ہے اور بعض احناف کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔اکثر لوگوں میں اس پر عمل متروک ہو چکا ہے۔اس ایک عمل کے زندہ کرنے کا اجر سو شہید کے ثواب سے ہے جو اللہ کی راہ میں شہید ہو چکے ہوں۔

۸۷/۲

خشوع وخضوع: نماز کا درست ہونا، اور اس کا کمال فقیر کے نزدیک فرائض، واجبات اور سنن ومستحبات کا اس طرح بجالانا ہے جس کا بیان فقہ کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ آچکا ہے ان چار (فرائض، واجبات، سنن، مستحبات) امور کے علاوہ کوئی اور ایسا امر نہیں جس کا آغاز کے کامل ہونے میں داخل ہو نماز میں خشوع وخضوع بھی انہی چار امور میں درج ہے اور حضورِ قلب بھی انہی چار امور سے وابستہ ہے۔

نماز ذریعۂ فلاح ونجات: اسلام کے ارکان خمسہ ہیں جن پر اسلام کی بنیاد ہے اگر یہ پانچ ارکان پورے طور پر ادا ہو جائیں، نجات وفلاح حاصل ہو جائے گی کیونکہ یہ پانچ ارکان اعمالِ صالحہ بھی ہیں اور سیات ومنکرات سے باز بھی رکھتے

ہیں، آیت کریمہ

ان الصلاۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر

"بلاشبہ نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔"

اس معنیٰ کی گواہ ہے اور جب ان پانچ بنائے اسلام کے ادا کرنے کی توفیق میسر آ گئی تو امید ہے کہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا ہو گیا جب شکر ادا ہو گیا تو عذاب سے نجات حاصل ہو جائے گی۔

مایفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وآمنتم

"اللہ تعالیٰ تمہیں کیوں عذاب دے گا اگر تم شکر گذار بنو اور ایمان لاؤ۔"

اس لئے ان پانچ ارکان کی بجا آوری میں جان و دل سے کوشش کرنی چاہیے۔ خاص کر نماز قائم کرنے میں کیوں کہ یہ دین کا ستون ہے حتیٰ القدور اس کے کسی مستحب کے چھوڑنے پر بھی راضی نہ ہوں، اگر نماز مکمل کر لی تو اسلام کا عظیم رکن ہاتھ آ گیا اور نجات کیلئے مضبوط رسی ہاتھ آ جاتی ہے اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

۱/۳۰۴

حقیقت نماز: نماز میں مومن کی معراج ہے اور اس معراج میں گویا دنیا سے نکل کر آخرت میں چلا جاتا ہے۔ اس حظ میں سے جو آخرت کو میسر ہوگا کچھ حصہ حاصل ہو جاتا ہے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ نماز میں اس دولت کے حاصل ہونے کا عمدہ ذریعہ

[illegible] کا توجہ کرنا

ہے، پس کعبہ دنیا میں ایک عجوبہ ہے اور نماز نے بھی اس کے وسیلہ سے یہ نسبت پیدا کرلی ہے۔ صورت وحقیقت میں دنیا وآخرت کی جامع ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ حالت جو نماز کے ادا کرنے کے وقت میسر ہوتی ہے ان تمام حالات سے جو نماز کے سوا حاصل ہوں بلند تر ہے۔

۲۶۳/۱

فضیلتِ نماز: اسلام کے پانچ ارکان میں سے نماز دوسرا رکن ہے۔ نماز تمام عبادات کی جامع اور جزو ہے جس نے جامعیت کے سبب سے کل کا حکم پیدا کیا ہے اور تمام مقربہ اعمال سے برتر ہو گئی ہے اور وہ دولتِ رویت جو سرور عالمیان ﷺ کو معراج کی رات بہشت میں میسر ہوئی تھی، دنیا میں نازل ہونے کے بعد اس جہان کے مناسب آپ وہ دولت نماز حاصل ہوئی اسی واسطے آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا

الصلاۃ معراج المومنین

نیز فرمایا اقرب مایکون العبد من الرب فی الصلاۃ۔

''سب سے زیادہ اعلیٰ قرب جو بندے کو رب سے حاصل ہوتا ہے وہ نماز میں ہے۔''

اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا کامل تابعداروں کو اس جہان میں اس دولت کا بہت سا حصہ نماز میں حاصل ہے اگرچہ رویت میسر نہیں کیونکہ یہ جہاں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ اگر نماز کا حکم نہ ہوتا چہرۂ مقصود سے نقاب کون کھولتا، اور طالب

بیماروں کے لئے راحت بخش ہے:

ارحنی یابلال   راحت دے مجھے اے بلال   ۲۶۱/۱

نماز میں آسانی: رات دن کے آٹھ پہر میں صرف سترہ رکعت (فرض) نماز ادا کرنے کی تکلیف دی گئی ہے اور ان کے ادا کرنے میں سارا ایک گھنٹہ بھی صرف نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں نماز میں قرأت جس قدر میسر آسکے اسی پر کفایت کی اجازت دی گئی ہے۔ اگر قیام مشکل ہو تو بیٹھ کر ادا کرنے کی اجازت ہے اور اگر بیٹھ کر ادا کرنا مشکل ہو تو لیٹ کر ادا کرنے کی اجازت ہے اور جب رکوع وسجود مشکل ہو اشارے سے ادا کرنے کا حکم ہے اور وضو میں اگر پانی استعمال کرنے کی قدرت نہ ہو تو تیمم کو اس جگہ مقرر کیا ہے۔

۱۹۱/۱

تسبیحِ فاطمہ رضی اللہ عنھا: حدیث نبوی علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام میں آیا ہے کہ نمازی فرض کے بعد سو دفعہ سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ پڑھے فقیر کے علم میں اس کا راز یہ ہے کہ ادائے نماز میں جو کوتاہی اور کمی واقع ہوتی ہے، اس کا تدارک تسبیح وتکبیر سے کرنا چاہیے نالائقی اور اپنی عبادت کے ناتمام ہونے کا اعتراف کرنا چاہیے اور چوں کہ عبادت کی ادائیگی اس بلند ذات کی توفیق سے میسر آئی ہے، لہذا اس نعمت کا شکر الحمد للہ کے وظیفہ سے بجالانا چاہیے اور عبادت کا مستحق اس کے سوا کسی کو نہیں جاننا چاہیے۔

۳۰۴/۱

نماز تہجد: نصیحت جو دوستوں کو کی جاتی وہ نمازِ تہجد کا التزام ہے۔ وہ طریقہ جو

کی ضروریات سے ہے، اگر یہ چیز دشوار ہو اور خلافِ عادت بیداری میسر نہ ہو تو اپنے متعلقین میں سے کچھ لوگوں کو اس پر مقرر کر دینا چاہیے تاکہ اس وقت خوشی و ناخوشی سے جگا دیا کریں اور اس وقت تک پیچھا نہ چھوڑیں جب تک تم اٹھ نہ بیٹھو۔ چند روز اس طرح کریں امید ہے کہ بے تکلف اس دولت پر ہمیشگی میسر ہو جائے گی۔

۶۹/۲

نوافل کی جماعت : حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فقہ حنفی پر بڑی سختی سے کاربند تھے۔ نوافل نماز کی جماعت کے بارے میں فقہ حنفی کے مطابق مذموم و مکروہ جانتے جس کا اظہار آپ کے مختلف مکاتیب شریفہ سے ہوتا ہے اس بارے میں آپ کے خیالات ملاحظہ ہوں۔

اس زمانہ کے اکثر عوام و خواص ادائے نوافل کا اہتمام بڑا ملحوظ رکھتے ہیں اور فرائض کی ادائیگی میں سستیوں کا ارتکاب کرتے ہیں اور فرائض میں سنن و مستحبات کی بہت کم رعایت کرتے ہیں نوافل کو عزیز جانتے ہیں اور فرائض کو ذلیل و خوار، بہت کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ فرائض کو اوقاتِ مستحبہ میں ادا کریں مسنون جماعت کے بڑھانے بلکہ نفس جماعت میں کچھ اہتمام نہیں کرتے اور سستی اور تساہل کے ساتھ فرائض ادا کرنے کو غنیمت شمار کرتے ہیں۔

ماہِ رجب کے اوّل جمعہ کی شب میں جس کا نام انہوں نے لیلۃ الرغائب رکھا ہوا ہے کمال اہتمام کی رعایت کرتے اور کثیر جماعت کے ساتھ نوافل باجماعت ادا کرتے ہیں اور اس عمل کو نیک اور مستحسن خیال کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ یہ شیطانی آرائشوں میں سے ہے جو برائیوں کو حسنات کی شکل میں دکھاتا ہے۔

(۱) شیخ الاسلام مولانا عصام الدین ہروی حاشیہ شرح وقایہ میں فرماتے ہیں کہ نوافل جماعت کے ساتھ ادا کرنا اور فرضوں کی جماعت ترک کرنا ابلیس لعین کے پھیلائے ہوئے جالوں میں سے ہے۔

(۲) جاننا چاہیے کہ نوافل کو پوری دل جمعی اور جماعت کے ساتھ ادا کرنا بدعات مذمومہ مکروہہ میں سے ہے۔ ایسی بدعتوں کے متعلق حضرت رسالت خاتمیت علیہ من الصلوات افضلہا و من التسلیمات اکملہا نے فرمایا! من احدث فی دیننا ھذا فھو رد" جس شخص نے ہمارے اس دین میں کوئی بات نکالی تو وہ بات مردود ہے۔

(۳) جاننا چاہیے کہ نوافل با جماعت ادا کرنا بعض فقہی روایات میں مطلقا مکروہ ہے اور بعض دوسری فقہی روایات میں یہ کراہت اور اجتماع کے ساتھ مشروط کی گئی ہے۔ پس اگر تداعی کے بغیر ایک دو آدمی مسجد کے کونہ میں نوافل با جماعت ادا کریں ت یہ بلا کراہت جائز ہے۔ اور اگر نفلوں کی جماعت تین جمع ہو جائیں تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے اور اگر چار افراد شریک ہو جائیں تو بعض روایات کے مطابق باتفاقِ فقہاءِ کرام مکروہ ہے۔ اور بعض دوسری روایات میں ہے کہ چار افراد کامل کر نوافل با جماعت ادا کرنا زیادہ صحیح یہ ہے کہ مکروہ ہے۔ فتاویٰ سراجیہ میں ہے کہ التطوع بالجماعة بخلاف التروایح وصلاة الکسوف نفل نماز با جماعت ادا کرنا مکروہ ہے بخلاف نماز تراویح اور سورج گرہن کی نماز با جماعت ادا کرنا مکروہ ہے۔

(۴) فتاویٰ غیاثیہ میں شیخ الاسلام سرخی رحمۃ اللہ سبحانہ علیہ فرماتے ہیں

التطوع بجماعة خارج رمضان انما یکرہ اذا کان علی

سبیل التداعی اما اذا اقتدی واحد او اثنان لایکرہ فی الثلاث اختلاف وفی الاربع یکرہ بلاخلاف

''غیر رمضان میں نوافل باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے، جب تداعی کے طور پر ہو، لیکن اگر ایک مقتدی یا دو ہوں تو مکروہ نہیں اور تین میں اختلاف ہے اور چار مقتدیوں کی صورت میں بلا اختلاف مکروہ۔''

(۵) فقہ کی مشہور کتاب خلاصہ میں مذکور ہے:

التطوع بالجماعة اذا كان على سبيل التداعی یکرہ اما اذا صلوا بجماعة بغير اذا واقامة فی ناحیة المسجد لایکرہ

''نفلوں کی جماعت جبکہ تداعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے لیکن اگر بغیر اذان واقامت مسجد کے کونے میں باجماعت نفل پڑھ لیں ت مکروہ نہیں ہے۔''

(۶) شمس الائمہ الحلوانی فرماتے ہیں:

اذا كان سوا الامام ثلاثة لایکرہ بالاتفاق وفی الاربع اختلاف والا صح أنه مكروه

''جب امام کے سوا تین افراد ہوں تو نوافل کی جماعت بالاتفاق مکروہ نہیں اور چار میں فقہا کا اختلاف ہے، اور صحیح تر یہی ہے کہ مکروہ ہے۔''

(۷) فتاویٰ شافیہ میں ہے:

ولا يصلى التطوع بالجماعة الافی شهر رمضان وذلک انما يكره اذا كان على سبيل التداعی مذایکرہ و اذا اقتدی ثلاثة اختلف المشائخ رحمهم الله تعالیٰ وان اقتدی اربعة كره اتفاقا

''کوئی شخص بھی نوافل جماعت کے ساتھ ادا نہ کرے سوائے رمضان شریف کے مہینہ کے اور نوافل باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے جبکہ اذان واقامت کے ساتھ ان کی جماعت کرائی جائے اور اگر ایک آدمی یا دو آدمی اذان واقامت کے بغیر اقتداء کریں تو مکروہ نہیں اور جب تین مقتدی ہوں تو اس میں مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ہے اور اگر مقتدی چار ہو جائیں تو بالاتفاق مکروہ ہے۔''

اور اسی طرح کی روایات بہت ہیں اور فقہی کتابیں ایسی روایات سے پر ہیں اور اگر کوئی ایسی روایت ملے جس میں تعداد کا ذکر نہ ہو اور مطلقا جواز ظاہر کرے تو اس بارے میں مقید روایات پر محمول کرنا چاہیے اور مطلق سے مقید مراد لینا چاہیے اور جواز کو دو یا تین افراد میں ہی منحصر جاننا چاہیے اس لئے کہ علمائے حنفیہ اگر چہ اصول میں مطلق کو اپنے اطلاق پر ہی رکھنا کے قائل ہیں۔اور مقید پر عمل نہیں کرتے۔ ار مقید پر عمل نہیں کرتے لیکن روایات میں انہوں نے مطلق کو مقید پر حمل کرنا جائز بلکہ لازم قرار دیا ہے اور اگر بطریق فرض محال حمل نہ کریں اور مطلق ہی رہنے دیں تو ایسی صورت میں یہ مطلق اس مقید کے قابل اور منافی ہو جائے گا اگر قوت میں برابر ہو اور قوت میں مساوات ممنوع ہے، کیوں کہ کراہت کی روایات کثرت کے باوجود مختار اور مفتی بہا ہیں بخلاف اباحت کی روایات کے، اور اگر دونوں کی ساوات تسلیم کرلی جائے تو ہم کہیں گے کہ کراہت اور اباحت کی دلیلوں کے تعارض کی صورت میں جانب کراہت کو ترجیح حاصل ہے کیوں کہ اسی احتیاط کی رعایت ہے، جیسا کہ اصول والوں کے یہ امر طے شدہ ہے۔

جو لوگ عاشورہ کے دن شب برات اور ستائیسویں رجب کی رات میں

(نفل) نماز باجماعت ادا کرتے ہیں، کم وبیش دو، دوسواور تین سوافراد مسجد میں جمع ہوتے ہیں اور اس نماز، اجتماع اور جماعت کو نیک خیال کرتے ہیں، بالاتفاق مکروہ امر کا ارتکاب کرتے ہیں اور مکروہ چیز کو اچھا جاننا بُرے گناہوں میں سے ہے کیوں کہ حرام کو مباح جاننا کفر تک کھینچ کر لے جاتا ہے اور مکروہ چیز کو اچھا گمان کرنا اس سے صرف ایک مرتبہ کم ہے۔ اس فعل (نفل جماعت) کی برائی کو اچھی طرح ذہن میں رکھنا چاہیے۔

نوافل کی جماعت جائز کہنے والوں کی دلیل عدمِ تداعی ہے ہاں بعض روایات کے مطابق عدمِ تداعی کراہت کو دور کردیتی ہے، لیکن وہ بھی ایک یادو مقتدیوں کے ساتھ ہے اور اس میں یہ شرط ہے کہ مسجد کے کسی کونے میں ہو، اور اس شرط کے نہ ہونے کی صورت میں جواز کی کوئی صورت نہیں علاوہ ازیں تداعی کا معنیٰ یہ ہے کہ نفل نماز کی ادائیگی کیلئے ایک دوسرے کو بلانا اور آگاہ کرنا اور یہ معنیٰ اس طرح کہ جماعتوں میں پایا جاتا ہے، کیوں کہ قبیلوں کے قبیلے عاشورہ کے دن ایک دوسرے کو بلاتے پھرتے ہیں کہ فلاں شیخ یا فلاں عالم کی مسجد میں چلنا چاہیے اور نفل نماز باجماعت ادا کرنی چاہیے، ان لوگوں نے اس فعل کو عادت بنا رکھا اس طرح بتاتے پھرنا اذان واقامت سے بھی بڑھ کر ہے۔ پس اس صورت میں تداعی بھی ثابت ہے اور اگر ہم تداعی کو اذان اور اقامت کے ساتھ ہی مخصوص رکھیں، جیسا کہ بعض روایات میں واقع ہوا ہے اور حقیقۃً اذان واقامت ہی مراد لیں تو پھر اس کا جواب وہ ہے جو اوپر گذرا کہ ایسی نماز مذکورہ شرف کے ساتھ خاص ہے۔

جاننا چاہیے کہ نوافل کے ادا کرنے کی بنیاد اخفا اور پوشیدگی پر ہے کیوں کہ

نفل عبادت ریا اور نمائش کا مقام ہے اور جماعت اخفاء و پوشیدگی کے منافی ہے اور ادائے فرائض میں اظہار اور اعلان مطلوب ہیں۔ کیونکہ فرائض ریا اور نمائش کے شبہ سے مُبرا ہے پس انہیں با جماعت ہی ادا کرنا مناسب ہے۔

علاوہ ازیں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ کثرتِ اجتماع فتنے کے پیدا ہونے کا مقام ہے اسی لئے نمازِ جمعہ کی ادائیگی کیلئے بادشاہِ وقت یا اس کے نائب کی موجودگی کو شرط قرار دیا گیا ہے تا کہ فتنہ پیدا ہونے سے امن رہے اور ان مکروہ جماعتوں میں سے فتنے کو بیدار کرنے کا قوی احتمال ہے لہذا اس طرح کا اجتماع (نوافل کی جماعت اشبینہ وغیرہ) شرعاً جائز نہیں بلکہ ممنوع ہے اور حدیثِ نبوی **علیہ من الصلوات افضلھا ومن التسلیمات اکملھا** میں وارد ہے۔

الفتنة نائمة لعن الله من ایقظھا ''فتنہ سویا ہوتا ہے اس شخص پر اللہ کی لعنت پڑتی ہے جو اسے جگائے۔''

اسلام کے والیوں، ملت کے قاضیوں اور لوگوں کا محاسبہ کرنے والوں پر لازم ہے کہ اس طرح کے اجتماع سے لوگوں کو روکیں اور اس بارے میں سخت ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہیں تا کہ اس بدعت کی بیخ کنی ہو سکے جو فتنے میں مبتلا کرنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ حق کو ثابت کرتا اور وہی سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔

۲۸۸،۱٦۸/۱

رفعِ سبابہ

احادیثِ نبوی علی مصدرہا الصلاۃ والسلام جوازِ اشارۂ سبابہ کے باب میں بہت سی وارد ہیں اور اس بارے میں فقہ حنفی کی بعض روایات آئی ہیں، جب فقہ حنفی کی کتابوں کا اچھی طرح مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جوازِ اشارہ کی روایاتِ اصول کے غیر اور ظاہر مذہب کے بھی غیر ہیں۔

اور وہ جو امام محمد شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ "رسول اللہ ﷺ انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور ہم بھی اسی طرح کرتے ہیں جس طرح حضور علیہ الصلاۃ والسلام کرتے تھے۔" پھر امام محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا: "یہی مرا قول اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔" روایاتِ نوادر میں سے ہے نہ روایات اصول میں سے

فتاویٰ غرائب میں ہے کہ محیط میں لکھا ہے کیا نمازی اپنے دائیں ہاتھ کی انگشتِ سبابہ سے اشارہ کرے؟ امام محمد رحمہ اللہ نے اصل (مبسوط) میں اس مسئلے کا ذکر نہیں کیا اور مشائخ کا اس میں اختلاف ہے ان میں سے بعض کہتے ہیں، اشارہ نہ کریں اور بعض کہتے ہیں اشارہ کریں اور امام محمد علیہ الرحمہ نے غیر روایت اصول میں ایک حدیث ذکر کی ہے کہ حضور ﷺ اشارہ کرتے تھے پھر امام محمد نے اس بارے میں فرمایا: "یہی میرا اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔" اور کہا گیا ہے کہ اشارہ سنت ہے اور کہا گیا ہے کہ اشارہ مستحب ہے پھر فتاویٰ غریب والے نے فرمایا یہ وہ ہے جو علماء نے ذکر کیا اور صحیح یہ ہے کہ اشارہ حرام ہے۔

فتاویٰ سراجیہ میں ہے "مکروہ ہے کہ نماز میں **اشهدان لااله الاالله**" پر

انگشت سبابہ سے اشارہ کریں۔" یہی مختار مذہب ہے۔

اور کُبریٰ میں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کیونکہ نماز کی بنا سکون اور وقار پر ہے

اور غیاثیہ میں ہے کہ تشہد کے وقت انگشتِ سبابہ سے اشارہ نہ کریں یہی مختار ہے اور

اسی پر فتویٰ ہے۔

جامع الرموز میں ہے نہ اشارہ کرے اور نہ گرہ لگائے اور ہمارے اصحاب

کا یہی ظاہر اصول ہے جیسا کہ زاہدی میں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ مضمرات،

ولوالجی اور خلاصہ وغیرہ ہے اور ہمارے اصحاب سے منقول ہے کہ وہ سنت ہے۔

خزانۃ الروایات میں تاتارخانیہ میں ایسا ہی آیا ہے پھر جب تشہد شروع کرنے اور کلمہ

لاالٰہ الااللہ پر پہنچے تو دائیں ہاتھ کی انگشتِ سبابہ سے اشارہ کرے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس کا ذکر نہیں کیا، اور مشائخ کا اس میں اختلاف ہے

کچھ کہتے ہیں کہ اشارہ نہ کریں اور کبریٰ میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے اور بعض کہتے ہیں

کہ اشارہ کرے، اور غیاثیہ میں ہے کہ "اشارہ نہ کرے انگشتِ سبابہ کے ساتھ تشہد

کے وقت یہی مختار ہے۔"

جب کہ معتبر روایات میں اشارے کی حرمت واقع ہو چکی ہے اور اشارے

کے مکروہ ہونے پر فتویٰ دیا گیا ہے، اشارہ اور گرہ لگانے سے علماء رد کتے ہیں اور

اسے اپنے اصحاب کا ظاہر اصول بتاتے ہیں تو ہم مقلدوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ

احادیث کے مقتضا کے مطابق عمل کر کے اشارہ کرنے کی جرأت کریں اور اس قدر

علماء اور مجتہدین کے فتووں کے باوجود ایک حرام اور مکروہ اور ممنوع کام کا ارتکاب

کریں۔ ۳۱۲/۱

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ نماز طہارت

آپ کے آدابِ بیت الخلاء : بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت بایاں پاؤں پہلے اندر رکھتے اور پھر دایاں، اور یہ دعا پڑھتے "اللھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث"۔ جب بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر زور رکھتے، بعد فراغت بکوخِ طاق استنجا فرماتے، اس کے بعد پانی کے ساتھ استنجا فرماتے بیت الخلاء سے نکلتے وقت دایاں پاؤں پہلے باہر رکھتے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ چھوٹے چھوٹے آداب کی بھی رعایت فرماتے حضرت ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا کہ قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے اور اچانک باہر تشریف لائے اور لوٹا منگا کر بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن کو دھویا پھر بیت الخلاء تشریف لے گئے۔ جب فارغ ہوکر آئے تو فرمایا کہ میں پیشاب کے تقاضے سے جلدی سے چلا گیا تھا اور بیٹھا ہی تھا کہ میری نظر ناخن کی پشت پر پڑی کہ وہ سیاہی کا نقطہ جو قلم کا امتحان کرتے وقت انگوٹھے پر لگ گیا تھا چونکہ وہ بھی اسبابِ کتابت حروفِ قرآنی سے تھا اس کے ساتھ بیٹھنا رعایتِ اداب کے خلاف تھا، اگرچہ پیشاب کا غلبہ اور تقاضا سخت تھا مگر وہ تکلیف اس ترکِ ادب سے کم درجہ تھی فوراً باہر آیا اور اس سیاہی کے نقطہ کو دھوکر پھر گیا۔ (زبدۃ المقامات ص ۱۹۳)

آداب وضو: وضو کرنے کیلئے قبلہ رو بیٹھتے، اور بلا کسی مدد کے وضو کرتے آفتابہ (لوٹا) بائیں جانب رکھتے، ہاتھ دھوتے وقت یہ پڑھتے۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ العلی العظیم والحمد للہ علیٰ دین الا سلام الاسلام حق والکفر باطل"

پہلے داہنے ہاتھ پر پانی ڈالتے پھر بائیں پر، پھر دونوں ہاتھ جمع کر کے دھوتے اور انگلیوں میں کفِ دست کی طرف سے خلال کرتے، مسواک استعمال فرماتے، پہلے داہنی طرف اوپر کے دانتوں پر پھر نیچے کے دانتوں پر، بعدازاں بائیں طرف کے اوپر کے دانتوں پر پھر نیچے کے دانتوں پر پھیرتے، اس طرح تین دفعہ کرتے، پھر زبان پر کرتے، اگر تین دفعہ سے زیادہ کرتے تو عدد وتر (طاق) کی رعایت کرتے ہر وضو میں مسواک کا التزام رکھتے تھے، مسواک استعمال فرمانے کے بعد اکثر خادم کے سپرد کر دیتے۔ اور وہ اس کو اپنی پگڑی کے پیچ میں رکھ لیتا، آپ کلی کے پانی کو دور ڈالتے تھے اور تین مرتبہ کرنے کی رعایت فرماتے۔

بوقت مضمضہ یہ دعا پڑھتے: اللھم اعنی علی ذکرک وعلیٰ تلاوۃ القرآن وعلی صلاۃ حبیبک علیہ الصلاۃ والسلام۔

تین دفعہ ناک میں پانی ڈالتے (ہر دفعہ تازہ پانی لیتے)

اور یہ دعا پڑھتے: اللھم ارحنی رائحۃ الجنۃ وارض عنی غیر غضبان

ناک میں ڈالے ہوئے پانی کو جھاڑتے وقت یہ دعا پڑھتے۔

اللھم انی اعوذبک من روائح النار ومن سوء الدار بحرمۃ النبی المختار والہ الا برار علیہ وعلیہم الصلاۃ والسلام۔

بعدازاں منہ پر کمال آہستگی وسہولت سے بلائے پیشانی سے پانی ڈالتے اور داہنا ہاتھ داہنے رخسار پر اور بایاں ہاتھ بائیں رخسار پر گذارتے اور داہنے کو

بائیں پر مقدم فرماتے تاکہ ابتداء دائیں طرف سے ہو، اور یہ دعا پڑھتے۔

نویت ان اتوضأ لرفع الخلاث و لا ستباحة الصلاة للّٰہ تعالیٰ

اللهم بیض وجهی بنورک یوم تبیض وجوه اولیاء ک ولاتسود وحیهی یوم تسود وجوه اعدائک اشهد ان لااله الااللّٰه وحده لاشریک له واشهدان محمدا عبده ورسوله

اس کے بعد داہنے ہاتھ کو کہنیوں تک تین مرتبہ دھوتے ہر مرتبہ اس پر ہاتھ پھیرتے تاکہ قطرات ٹپکنے بند ہو جائیں اور اسی طرح بائیں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے اور انگلیوں کی جانب سے پانی ڈالتے۔ داہنا ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے:

اللهم اعطنی کتابی بیمینی کتابی بسمالی اومن وراء ظهری وحاسبنی حسابا یسیرا واشهدان لااله الااللّٰه وحده لاشریک له واشهد ان محمد عبده ورسوله۔

اللهم انی اعوذبک ان تعطینی کتابی بشمالی أومن وراءِ ظهری ولاتحاسبنی حسابا یسیراً وأشهدان لااله الاالله وحده لاشریک له واشهدان محمد عبده ورسوله۔

بعدازاں داہنے چلو میں پانی لے کر بائیں کفِ دست اور انگلیوں پر ڈال کر اس طرح زمین پر ڈالتے کہ چھینٹیں نہ اڑیں، اور تمام سر کا مسح کرتے اور اطراف سر پر دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں پیچھے سے آگے تک پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے: اللهم غشنی برحمتک وانزل علیّ من برکاتک واظلنی تحت ظل عرشک یوم لاظل الاظل عرشک۔

پھر اسی پانی کے ساتھ کانوں کا مسح کرتے۔

اللھم اجعلنی من الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اللھم اسمعنی مناد الجنۃ مع الابرار۔

گردن کا مسح ہاتھوں کی پشت کی تربی سے کرتے اور یہ دعا پڑھتے؛

اللھم اعتق رقبتی ورقاب ابائی من النار واعذنی من السلاسل والاغلال اشھدان لاالہ الااللّٰہ وحدہ لاشریک واشھدان محمداً عبدہ ورسولہ علیہ الصلاۃ والسلام

دایاں پاؤں دھوتے وقت یہ پڑھتے:

اللھم ثبت قدمی وقدم والدی علی صراط المستقیم یوم تزول الاقدام اشھدان لاالہ الااللّٰہ وحدہ لاشریک لہ واشھدن محمد عبدہ ورسولہ علیہ الصلاۃ والسلام

بایاں پاؤں دھوتے وقت یہ پڑھتے:

اللھم انی اعوذبک ان تزل قدمی وقدم والدی عن الصراط یوم تزل فیہ الاقدام المنافقین والمشرکین فی النار بحرمۃ النبی والہ المختار اشھد ان لاالہ الااللّٰہ وحدہ لاشریک واشھدان محمد عبدہ ورسولہ علیہ الصلاۃ والسلام۔

وضو سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھتے:

(اشھد أن لاالہ اللہ وحدہ لاشریک واشھدان محمد عبدہ رسولہ سبحانک اللھم وبحمدک لاالہ الاانت علمت سوءً اوظلمت

نفسی استغفرک اتوب الیک فاغفرلی وتب علی انک انت التواب الرحیم)

اللهم اجعلنی من التوابین و اجعلنی من المتطھرین و اجعلنی من عبادک الصالحین و اجعلنی من ورثة جنة النعیم اجعلنی من الذین لاخوف علیھم ولا یحزنون و اجعلنی عبداصبورا شکورا و اجعلنی ان اذکرک کثیرا و اسبحک بکرة و اصیلاً اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم انا انزلناہ اخ

(ھدایت الطالبین) پھر یہ دعا پڑھتے: اللھم اشفنی بشفائک داوانی بدوائک ودعائنی من البلاء واعصمنی من الاحوال والا مراض والا وجاع۔ آپ اعضائے وضو کپڑے سے نہ پونچھتے۔

(جواہر مجددیہ)

اوقات ادائیگی نماز

نماز فجر: سنتِ فجر گھر میں ادا کرتے۔ بعد ازاں جانبِ قبلہ داہنا ہاتھ داہنے رخسار کے نیچے رکھ کر لیٹ جاتے پھر اٹھ کر متوجہ مسجد ہوتے (لیکن آخر عمر میں یہ اضطجاع ترک کر دیا)

اکثر اسفار (روشنی) میں نماز پڑھاتے، اور عموماً رات کے آخیر حصہ تاریکی میں ادا کرتے۔ امامت خود فرماتے اور طوال مفصل پڑھتے۔

ہدایت الطالبین، خواہر مجددیہ۔

پڑھتے ان رکعتوں میں قرأت کبھی طوالِ مفصل اور کبھی قصار، فرض ادا کر کے دو رکعت سنتوں کے بعد چار رکعت سنت ادا کرتے۔

نماز عصر: نماز عصر اوّل وقت (مثلین کے بعد) میں ادا فرماتے۔ چار رکعت سنت ادا کرتے خود امامت فرماتے، اور جماعت کثیر آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرتی۔

نماز مغرب و نماز عشاء: نماز مغرب کے فرضوں کے بعد ادعیہ مأثورہ پڑھتے اوابین چھ یا چار رکعت پڑھتے اور اکثر اوقات اس میں سورہ واقعہ و سورہ اخلاص پڑھتے۔

بعد زوالِ بیاض افق صلاۃ العشاء ادا فرماتے، پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے بعد ازاں چار یا دو رکعت سنت گزارتے فرض کے بعد **اللھم انت السلام** الخ پڑھتے۔

دو رکعت سنت موکدہ پڑھتے کے بعد چار رکعت قیام اللیل پڑھتے اس میں پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد الم سجدۃ دوسری رکعت میں سورۃ الملک تیسری میں قل یاایھا الکافرون اور چوتھی میں قل ھواللہ احد، کبھی ان چار رکعات میں صرف قل ہی ہوتی۔ جب وتروں کو رات کے پہلے حصہ میں ادا کریں تو پھر اس کے بعد دو رکعت بیٹھ کر ادا کرتے۔ وتروں میں سورۃ الاعلیٰ، الکافرون اور اخلاص پڑھتے، اور دو نفلوں میں الزلزال اور الکافرون پڑھتے۔

نماز جمعہ: نماز جمعۃ المبارک حنفی فقہ کے وقت میں ادا کرتے، جمعہ کے بعد احتیاط الظہر ادا کرتے جس میں نیت اس طرح کرتے "**نویت ان اصلی للّٰہ**

تبارک وتعالیٰ اربع رکعات آخر الظهر علی ادرکت وقته ولم اده ''جمعہ کے روز ظہر کی نماز جماعت سے ادا نہ کرتے اور جمعہ کی نماز ادا نہ کر سکیں تو بھی ظہر کو اس دن باجماعت ادا نہ کرتے حالانکہ آپ باجماعت نماز کا بڑا اہتمام فرماتے۔

نماز عیدین: آپ عیدین کی نماز عیدگاہ میں ادا فرماتے، اور اس روز کی جماعت کو غنیمت جانتے اور مسلمانوں کی جماعت کو وسیلہ بنا کر دعا کرتے۔ عید الاضحیٰ کے روز تکبیرات راستہ میں بآواز بلند پڑھتے اور واپس آتے ہوئے آہستہ آواز سے پڑھتے۔

آپ کی نوافل نماز

تہجد: نماز تہجد بارہ رکعت ادا کرتے، کبھی آٹھ اور کبھی دس ادا کرتے اور اس میں عموماً سورۂ یٰسین کی قرأت کرتے اور فرماتے کہ ہم نے بہت سے نتائج وفوائد اس قرأت سے حاصل کیے۔ اگر وتر اوّلِ شب میں ادا نہ کیے ہوتے تو وتر بھی ادا فرماتے۔

نماز اشراق، استخارہ: دو رکعت نمازِ اشراق ادا کرتے اس میں سورہ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت آیت الکرسی اور سورۂ یٰسین نُفِخَ فِي الصُّور تک اور دوسری رکعت میں سورۂ یٰسین آخر تک اور سورہ الشمس پڑھتے۔ اس کے بعد دو رکعت دن رات کے استخارہ کی نیت سے ادا کرتے اور اس میں سورۂ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورۂ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھتے۔ قرأت کے بعد کلمہ شہادت اور سید الاستغفار پڑھتے۔

نماز چاشت و اوابین : چاشت کی چار یا آٹھ رکعت ادا کرتے، نماز مغرب کے بعد اوابین چار یا چھ رکعت ادا کرتے ان میں اکثر سورۂ واقعہ اور سورۂ اخلاص پڑھتے۔ ہدایت الطالبین، جواہر مجددیہ۔

مسائل

بوقت شہادت ثانیہ تقبیل ابہامین فرما کر **قرة عینی بك یارسول اللّٰه** اور بوقت حیعلتین **لاحول ولاقوة الا باللّٰه** کہتے۔

بوقت نماز ہر دو ابہام کان کی لو تک لے جاتے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو کھلی و چوڑی رکھے بغیر قبلہ رو رکھتے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھوں کو زیر ناف داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ اس طرح رکھتے کہ داہنے ہاتھ کی خنصر اور ابہام سے حلقہ ہو جاتا۔ اور تین انگلیاں کلائی پر لمبی لمبی رکھی جاتیں۔

دونوں پاؤں کے درمیان چار انگشت کا فاصلہ ہوتا، دونوں پاؤں پر برابر زور رکھتے ایک پر زور دے کر دوسرے کو آرام نہ دیتے۔

رکوع میں قدموں پر نظر رکھتے۔ زانوں کو انگلیاں کھول کر قوت سے پکڑتے اور زانو ٹیڑھا نہ ہونے دیتے۔

دونوں سجدوں کے درمیان بقدر تسبیح جلسہ کرتے۔ سجدہ میں ناک کی نرمہ پر نگاہ رکھتے پیٹ کو زانو اور زانو کو بازو سے جدا رکھتے۔ بوقت سجدہ تمام اعضاء پر برابر زور دیتے۔

تشہد میں دونوں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی جانب رکھتے اور کنار پر نظر رکھتے۔

جواہر مجددیہ